تبصرہ نگار: ابو محمد عبدالستار الحماد- جامعہ سلفیہ فیصل آباد

نقد و تبصرہ

تبصرہ کے لیے ہر کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے- ادارہ کی طرف سے زیر تبصرہ کتاب کا اجمالی اور مجموعی جائزہ پیش کیا جاتا ہے- کتاب کے تمام مندرجات سے اتفاق ضروری نہیں- (ادارہ)

کتاب: ضعیف احادیث کی معرفت اور ان کی شرعی حیثیت
تالیف: فضیلۃ الشیخ غازی عزیز الجبر (سعودی عرب)
سائز: ۲۳/۸ × ۱۸- صفحات: ۲۲۴
قیمت: ۴۸ روپے
ناشر: فاروقی کتب خانہ (بیرون بوہر گیٹ ملتان- الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت کے ماخذ کا ایک اساسی جزو ہے بلکہ قرآن فہمی کیلئے احادیث صحیح کا تعاون انتہائی ناگزیر ہے دور اول میں چونکہ صاحب قرآن خود موجود تھے- اس لیے صحابہ کرامؓ چشمہ صافی سے براہ راست سیراب ہوتے تھے اس کے بعد جب اسلام کا دائرہ وسیع ہوا اور اس میں مختلف ذہن رکھنے والے کچھ ایسے لوگ شامل ہوئے جو بعض اوقات مختلف محرکات سے

پیش نظر نبی اکرمؐ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرنے لگے جو آپ نے ارشاد نہ فرمائی تھیں۔ ان حالات میں ایسے قواعد و ضوابط کی ضرورت محسوس ہوئی جن کی روشنی میں صحیح اور ضعیف احادیث کو دیکھا اور ان کے مدارج و مراتب کا تعین کیا جا سکے۔ ان قوانین کے پیش نظر اگر ضعف ایسا ہو جس کی دیگر قواعد سے تلافی ممکن ہو تو اسے نظرانداز کر دیا جاتا ہے اور اگر ضعف شدید قسم کا ہے تو اس پر مبنی روایات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دانستہ منسوب کرنا بھی درست نہیں ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہند و پاک میں اکثر علماء فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں ضعیف روایات کے تئیں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ امام بخاری اور امام مسلم جیسے اکابر مورخین نے اس قسم کی روایات کو قابل اعتناء ہی نہیں سمجھا اس لیے ضرورت تھی کہ کوئی اللہ کا بندہ اٹھے اور ضعیف احادیث کے متعلق افراط و تفریط سے اجتناب کرتے ہوئے صحیح موقف پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ محترم مولانا غازی عزیر حفظہ اللہ کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس نازک اور اہم موضوع پر قلم اٹھایا اور "ضعیف احادیث کی معرفت اور ان کی شرعی حیثیت" کے عنوان سے اصول حدیث کی مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے مواد کو بڑے سلیقے سے یکجا کر دیا ہے۔ اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں محققانہ انداز سے ضعیف احادیث کے متعلق بڑی محنت کے ساتھ مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو۔

فاضل مولف کے والد گرامی مولانا محمد امین رحمانی، شارح ترمذی مولانا عبدالرحمان مبارکپوری (صاحب تحفۃ الاحوذی) کے تلامذہ میں۔ ویسے بھی ان ک

ذات گرامی چنداں محتاج تعارف نہیں کیونکہ ان کے فاضلانہ مضامین ہمارے دینی مجلات و جرائد کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے قارئین کرام ان سے غائبانہ طور پر خوب متعارف ہیں۔ ہم انہیں اس عرق ریزی اور دیدہ کاہی پر دل کی گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ کتاب کے متعلق بصد ادب و احترام چند ملاحظات پیش خدمت ہیں۔

۱۔ صفحہ ۲۹ پر ایک عنوان یوں قائم کیا گیا ہے "الضعیف لایُعلّ بہ الصحیح" اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے بھی حافظ ابن حجر کے حوالہ سے انہیں الفاظ کو دہرایا گیا ہے۔ اس کی وضاحت کرنا چاہیے تھی۔ یا کم از کم اس کا ترجمہ ہی دے دیا جاتا۔ ویسے بھی بیشتر مقامات پر اس طرح کی عربی عبارات کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ صرف عربی عبارات عام قاری کیلئے استفادہ کیلئے کافی نہیں ہیں۔

۲۔ بعض مقامات پر حوالہ جات کا غلط اندراج ہوا ہے۔ مثلاً صفحہ ۳۰ پر قواعد التحدیث کا صفحہ نمبر ۱۱۷ بطور حوالہ دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ عبارت ص ۱۲۱ پر ہے۔ اسی طرح صفحہ ۲۹ پر ھدی الساری مقدمہ فتح الباری کا حوالہ صفحہ ۲۴۷ پر دیا گیا ہے حالانکہ یہ عبارت صفحہ ۳۴۷ سے لی گئی ہے۔

۳۔ علمی امانت کا تقاضا ہے کہ جہاں سے کوئی بات نقل کی جائے اس کا حوالہ دیا جائے لیکن زیر تبصرہ کتاب میں (شاید سہواً) بعض مقامات پر اس کا خیال نہیں رکھا گیا۔ مثلاً صفحہ ۳۳ میں جس "اعتذار" کو محدثین سے بغض و عناد قرار دیا گیا ہے وہ علامہ جمال الدین قاسمی کی تالیف قواعد التحدیث صفحہ ۱۲۲ سے ماخوذ ہے لیکن اس کا حوالہ ندارد، اسی طرح صفحہ ۳۴ میں "الموعظۃ الحسنۃ" کے حوالہ سے جو بیان ہوا